ماحولیاتی بحران کا فکری مطالعہ

(مذہبی اور سیکولر نظریات کا تقابل اور اسلامی تعلیمات)

* ڈاکٹر شاہ محی الدین ہاشمی

* ڈاکٹر سیّد از کیا ہاشمی

عصرِ حاضر میں انسانیت کو درپیش سنگین مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ''ماحولیاتی فساد'' ہے جس نے آج پوری انسانیت کو تباہی کے خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ دنیا بھر کے اہل علم، فضلاء اور سائنسدانوں کے ہاں گذشتہ کئی عشروں سے یہ موضوع زیرِ بحث ہے جو کرۂ ارض پر زندگی کو درپیش خطرات کی سنگینی سے مسلسل آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی تحفظ کے موضوع کو ہدفِ تحقیق بنا رہے ہیں۔ ماحولیاتی بحران کے حل اور ماحولیاتی اخلاقیات کی تشکیل میں مذہب کا کیا کردار ہے؟ یہ آج کا اہم زیرِ بحث سوال ہے۔ مذہب اور ماحولیات کے اس مباحثہ میں مذہبی اور سیکولر نقطۂ ہائے نظر کا تقابل بڑی دلچسپی اور اہمیت کا حامل ہے جو زیرِ نظر مقالہ کا مرکزی موضوع ہے۔ اس بحث سے ان فکری بنیادوں کی بھی نشاندہی ہوتی ہے جو ماحولیاتی بحران کا باعث بنی ہیں۔

ماحولیاتی بحران کی فکری بنیادیں مذہبی اور سیکولر نقطۂ ہائے نظر:

مذہبی نقطۂ نظر کے حامل موجودہ بحران کا ذمہ دار جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے زیرِ اثر وجود میں آنے والی تہذیب کو قرار دیتے ہیں جب کہ سیکولر نقطۂ نظر اس کا ذمہ دار مذہب اور مذہبی طبقہ کو گردانتا ہے دونوں کے نقطۂ نظر کے اختلاف کے باوجود اس بحث اور مکالمہ (Debate) کی افادیت اس حد تک ضرور ہے کہ ہر دو طبقے اس خطرہ کی سنگینی پر متفق ہیں اور اس مسئلہ کے حل میں سنجیدہ دکھائی دیتے ہیں۔ اس امر کا اظہار مئی 1992ء میں واشنگٹن ڈی۔ سی میں مذہبی سکالرز اور سائنسدانوں کے مشترکہ اجتماع نے "Joint Appeal by Science and Relegion on the Environment" کے عنوان سے جو اعلامیہ جاری کیا، اس سے بھی ہوتا ہے جس میں ماحولیاتی بحران سے نمٹنے کیلئے مشترکہ کاوشوں پر اتفاق کا اظہار کیا گیا ہے(1)۔ اس حوالے سے John F. Haught نے اپنی مشہور تصنیف "Science and Religion" میں "Is Religion Responsible for the Ecological Crises" کے عنوان کے تحت اس موضوع پر عمدہ بحث کی ہے(2) جو لائقِ مطالعہ ہے۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فکرِ اسلامی، تاریخ وثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

* ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج مانسہرہ۔

مذہبی نقطۂ نظر:

مذہبی نقطۂ نظر کے مطابق ماحولیاتی بحران کی ذمہ دار وہ مادی تہذیب ہے جو مغرب میں نشاۃ ثانیہ کی تحریک کے نتیجہ میں وجود میں آئی ہے۔اس تحریک نے عقل پرستی، مذہب سے بغاوت، اقدار کی نفی اور مشینی کائنات کے تصور پر مبنی رجحانات کو فروغ دیا اور ایسی تہذیب کو جنم دیا جس نے مادی خواہشات کی آزادانہ تکمیل کو اہم ترین انسانی نصب العین قرار دیا۔کائنات سے خدا کی بے دخلی اور اس پر انسان کی حکمرانی کے تصور، فطرت پر قبضہ اور اس کے استحصال کو ممکن بنانا سائنس اور ٹیکنالوجی انہی مقاصد کی تکمیل کا زینہ بن گئی اور اس کا رخ تعمیر کے بجائے تخریب کی طرف موڑ دیا گیا۔اس کے آزادانہ اور مجنونانہ استعمال کے نتیجہ میں آج زندگی کا فطری توازن درہم برہم ہو چکا ہے بلکہ خود زندگی کے معدوم ہونے کا خطرہ پیدا ہو چکا ہے آب وہوا، زمین اور فضا، جنگلی وآبی حیات کی تباہی کو ممکن بنانے میں دراصل مادی خواہشات، اندھی مسابقت اور بے لگام تلذذ پسندی کا بڑا عمل دخل ہے جو خدا وآخرت کے تصور، اخلاقی اقدار اور مذہب سے بیگانگی کا نتیجہ ہے اور جس کے سوتے مغربی فکر و فلسفہ سے پھوٹتے ہیں۔مشہور معاصر اسلامی مفکر حسین نصر کے الفاظ میں:

> "The Environmental crisis may infact be said to have been accused by man's refusal to see God as the real environment which surrounds him and nourishes his life"(3)

سیکولر نقطۂ نظر:

سیکولر نقطۂ نظر کے حامل بعض ماہرین ماحولیات مثلاً John Passmore, Russel Train اور Lynn White وغیرہ مذہب پر ماحولیات اور فطرت (Nature) سے لاتعلقی، غفلت اور دیگر ماحولیاتی مسائل کو نظر انداز کرنے کا الزام عائد کرتے ہیں(4)۔ان کے خیال میں کرۂ ارض پر زندگی کی قدر و قیمت کا اندازہ مذہب کو بہت کم ہے کیونکہ مذہب کو اخروی دنیا کی اتنی فکر ہے کہ اس کی توجہ اس دنیا کی بہبود کے لئے ناکافی دکھائی دیتی ہے۔مذہب چونکہ فطری دنیا کو ہمارا حقیقی وطن تسلیم کرنے کے بجائے اس سے ماوراء آخرت کو قرار دیتا ہے اور انسان کو زمین پر عارضی مسافر سمجھتا ہے لہٰذا اس قسم کا غیر دنیاوی نقطۂ نظر ماحولیاتی اصلاح میں معاون نہیں بن سکتا۔اس کے برعکس ''Naturalistic Philosophy'' اپنے اس مفہوم میں کہ فطری دنیا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی ماحولیاتی اخلاقیات کو مناسب بنیاد فراہم کرتی ہے کہ انسان اسے عزیز رکھیں۔اس نقطہ نظر کے مطابق:

> The consolation of final destiny actually makes room for ecological abuses in the present."(5)

Lynn White نے اپنے مشہور تھیسس (Thesis)، "The Historical Roots of our Econogical Crisis" میں ماحولیاتی بحران کی اصل بنیاد، بائبل کی کتاب پیدائش (1:16-29) کی تعلیم کو قرار دیا ہے جس کی رو سے انسان فطرت سے بالاتر ہے وہ کائنات کی خاص الخاص مخلوق ہے اور اسے فطرت کی تسخیر اور اس پر غلبہ کا حکم دیا گیا

ہے(6)۔اس طرح توحیدی مذاہب کے ہاں انسان کی مرکزیت کے فخریہ تصور نے فطرت کو محکوم بنانے اور اس کے بے جا استعمال کو ممکن بنایا ہے۔ یہ مذہبی ذہنیت ہی ہے جو مذہب پر اعتقاد رکھنے والوں کو اجازت دیتی ہے کہ وہ اس دنیا کے متعلق یہ تصور کریں کہ وہ تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ چونکہ بالآخر اس کا فنا ہونا ہی مقدر ہو چکا ہے اس لئے موجودہ ماحولیات کے تحفظ کا کوئی فائدہ نہیں۔

مختلف عیسائی اہل علم نے بائبل کے موقف کی یہ توجیہ کی ہے کہ فطرت کی تسخیر اور اس پر حکومت سے مراد خدا کے نمائندہ کی حیثیت سے اس کے ساتھ برتاؤ ہے، جب زندگی کی بقاء اور حفاظت خدائی فعل ہے تو وہ انسان کو بھی اس معاملے میں ہدایت کرتی ہے کہ وہ خدا کو نمونہ بنائیں۔لہٰذا فطرت پر انسانی تسلط اور اسکے استحصال کا کوئی جواز بائبل میں موجود نہیں۔اس کے برعکس مذہبی اور دینیاتی ماخذ میں بہت سے ایسے حوالے موجود ہیں جو دنیائے فطرت کے احترام اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری ہم پر عائد کرتے ہیں۔(7)

مسلم سکالر حسین نصر،فطرت کی تسخیر کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "It means the dominion over things which man is allowed to exercise only on the condition that it be according to God's laws and precisely because he is God's Vicegerent on Earth."(8)

ماحولیاتی بحران کے حقیقی اسباب، مذہب کی نفی اور اقدار کا بحران:

اس سے یقیناً اختلاف ممکن نہیں کہ ماحولیاتی بحران سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے نتیجہ میں وجود میں آیا ہے۔ غیر سائنسی دور کے ہزاروں سالوں کی کائناتی تباہی سے سائنسی دور کی ایک گھنٹہ کی تباہی زیادہ ہے۔اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ سائنس بذات خود مجرم ہے بلکہ یہ تو خدائی عطیہ ہے جس نے کائنات کی قوتوں کی تسخیر اور ان سے استفادہ کو ہمارے لئے ممکن بنایا ہے۔ جدید سائنس کی نشوونما چونکہ مغرب میں الحاد و دہریت کے زیرِ اثر ہوئی ہے اس لئے وہ ہر قسم کے نظام اقدار سے عاری ہے اس کا تمام تر ہدف مادی ترقی ہے اس نے روحانی ارتقاء کو سرے سے نظر انداز کر رکھا ہے اور نتیجتاً انسان من حیث الکل ترقی سے محروم ہے۔ مادیت پرستی (Secular Materialism) کے زیر اثر تہذیب خدا اور آخرت کے تصور سے بالکل نا آشنا ہے اور اس کی بنیاد خود غرضی، مفاد پرستی اور استحصال پر قائم ہے جس میں انسان کا منتہائے مقصود تن آسانی، تن پروری، لذت طلبی اور حیوانی جذبات کی تسکین اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ جدید ذرائع و وسائل آج انسانی ترقی کے بجائے انسانی بربادی میں استعمال ہونے لگے ہیں اور مادی ترقی کے عروج پر پہنچ کر بھی انسان روحانی قدروں کا خلاء محسوس کر رہا ہے جس کے تباہ کن نتائج آج ساری دنیا بھگت رہی ۔ اس کی ترجمانی علامہ اقبال نے ان اشعار میں کی ہے۔

یورپ از شمشیرِ خود بسمل فتاد
زیرِ گردوں رسمِ لادینی نہاد
مشکلاتِ حضرتِ انسان ازواست
آدمیت راغمِ پنہاں ازواست

جدید مادی تہذیب نے انسان کو خدا اور فطرت سے الگ کر کے نہ صرف اس کی روح کو موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے بلکہ اب اس کے سبب پیدا ہونے والے ماحولیاتی فساد کے باعث اس کا طبعی وجود بھی خطرے میں پڑ چکا ہے، اس لئے دنیا بھر کے سائنسدان، مفکرین اور دانشور ماحولیاتی بحران کے اسباب ومحرکات کی تلاش وتحقیق کے ساتھ ساتھ اس اجتماعی خطرہ سے نمٹنے کے لئے کوشاں ہیں۔ مسلم اور غیر مسلم سکالرز ماحولیاتی بحران کو اخلاق واقدار کا بحران قرار دے رہے ہیں جو دراصل انسانی زندگی میں روحانی خلاء کا نتیجہ ہے۔ مختلف مفکرین نے ماحولیاتی بحران کا تجزیہ کرتے ہوئے حرص وطمع، غربت وافلاس، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، کثرت آبادی، لامحدود اقتصادی ترقی کا مطمع نظر، انڈسٹریلزم، نیشنلزم، ملٹری ازم، کنزیومرزم اور مادیت پرستی وغیرہ اسباب کی نشاندہی کی ہے اور اس کے حل کیلئے اخلاقی وروحانی اقدار مثلاً انکساری (Humility)، شکر گزاری، انصاف، رحم اور زندہ مخلوقات سے محبت پر زور دیا ہے مگر یہ حقیقت نظر انداز کر دی کہ اخلاق واقدار کا اصل منبع مذہب ہے نہ کہ الحاد ولادینیت اور مذہب کے بغیر ان اقدار کا تصور ممکن نہیں۔ موجودہ صورتحال دراصل فرد اور معاشرے پر مذہب کی گرفت ڈھیلی پڑنے کا نتیجہ ہے کیونکہ انسانی سیرت وکردار کی اصلاح اور اخلاقی بگاڑ کے سدباب کے لئے مذہب سے بڑھ کر موثر اور طاقتور محرک کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ نیویارک اکیڈمی آف سائنس کے صدر اے، کریسی مارلیس کے الفاظ میں:

> ''ادب واحترام، فیاضی، کردار کی بلندی، اخلاق، اعلیٰ خیالات اور وہ سب کچھ جنہیں خدائی صفات (Divine Attributes) کہا جاسکتا ہے وہ کبھی الحاد سے پیدا نہیں ہوسکتیں جو کہ دراصل خود بینی کی عجیب وغریب قسم ہے جس میں آدمی خود اپنے آپ کو خدا کے مقام پر بٹھالیتا ہے۔ عقیدے اور یقین کے بغیر تہذیب تباہ ہو جائے گی۔ نظم بے نظمی میں تبدیل ہو جائے گی، ضبط نفس اور اپنے آپ پر کنٹرول ختم ہو جائے گا اور برائی ہر طرف پھیل جائے گی۔ ضرورت ہے کہ ہم خدا پر اپنے یقین کو دوبارہ مضبوط کریں۔'' (9)۔

خدا اور آخرت کا تصور ایک ذمہ دار اور متوازن شخصیت کی تشکیل اور صالح تمدن کے قیام کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ و حیدالدین خان کے الفاظ میں ''حقیقت یہ ہے کہ وہ سب کچھ جو تمدن کی تعمیر کے لئے درکار ہے، اس کا واحد اور حقیقی جواب صرف مذہب کے پاس ہے۔ مذہب ہمیں حقیقی، قانون ساز کی طرف رہنمائی کرتا ہے وہ قانون کی موزوں ترین اساس فراہم کرتا ہے، وہ زندگی کے ہر معاملے میں وہ صحیح ترین بنیاد فراہم کرتا ہے جس کی روشنی میں ہم زندگی کا مکمل نقشہ بناسکیں۔ وہ قانون کے لئے وہ نفسیاتی بنیاد فراہم کرتا ہے جس کی عدم موجودگی میں قانون عملاً بے کار ہو کر رہ جاتا ہے وہ سوسائٹی کے اندر وہ

موافق فضا پیدا کرتا ہے جو کسی قانون کے نفاذ کے لئے ضروری ہے اس طرح مذہب ہمیں وہ سب کچھ دیتا ہے جس کی ہمیں اپنے تمدن کی تعمیر کے لئے ضرورت ہے جبکہ لا مذہبیت ان میں سے کچھ نہیں دے سکی اور نہ حقیقتاً دے سکتی ہے (10)۔

سیکولر نقطۂ نظر اخروی عقیدہ کو ماحولیاتی تباہی کا ذمہ دار قرار دیتا ہے حالانکہ اس کے برعکس اُس مادی دنیا پر اعتقاد کا نظریہ آخرت پر اعتقاد کے مقابلے میں ماحولیاتی اعتبار سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ سائنسی میٹریلزم اور کائناتی قنوطیت (Cosmic Pessimism) ماحولیاتی اخلاقیات سے مطابقت نہیں رکھتی۔ John Haught کے الفاظ میں:

> "if every thing is destined for "absolute nothingness" could we truly treasure it? and since materialism views the universe as ulitimately a final wreck and tragedy. "How can such a philosophy ever motivate us to care for the earth's beautiful treasures? We doubt that it can"(11).

> ''اگر ہر چیز کا مقدر مطلق معدومیت ہے تو کیا ہم اس چیز کو سنبھال کر رکھنا گوارا کریں گے اور جب میٹریلیزم کائنات کا انجام بالآخر تباہی و بربادی قرار دیتا ہے تو اس قسم کی فلاسفی ہمیں کب ترغیب دے سکتی ہے کہ ہم زمین کے خوبصورت خزانوں کی حفاظت کریں؟ ہمیں یقین نہیں کہ ایسا ممکن ہے''

آخرت پر اعتقاد ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم فطرت کو عزیز رکھیں کیونکہ فطرت بذاتِ خود اپنے اندر اس مستقبل کو لئے ہوئے ہے جس کے ہم خواہشمند ہیں لہٰذا فطرت کی تباہی دراصل اپنے آپ کو اور کائنات کو اپنے مستقبل سے کاٹ دینا ہے تمام موجودات کی اخروی تجدید کی امید موجودہ دور اور دنیا کی اخروی تکمیل کے درمیان تسلسل پیدا کرتی ہے۔ خوبصورت ماحول، فطرتی خواہشات کی تسکین، لطف و سرور اور امن و سکون کی خواہش فطری ہے مگر موجود دنیا اس کی تکمیل کے لئے ناکافی ہے۔ اس کیلئے مذہب جنت کا تصور پیش کرتا ہے جو ان ساری خواہشات کے پوری ہونے کی جگہ ہے۔

(وَلَكُمْ فِيهَا مَاتَشْتَهِيٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ)(31:41)

اخروی عقیدہ ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ہم زمین اور فطرتی دنیا کو جنت کی حیثیت سے نہ دیکھیں ہمیں اس سے کمال (Perfection) کی توقع نہیں بلکہ اس کے تکملہ (آخرت) سے امید رکھنی چاہئے۔ اس طرح ہم اس کی خامیوں کو بھی گوارا کر سکتے ہیں۔ مذہبی عقیدہ کی رو سے صرف لامحدود دنیا ہی ہماری لامحدود خواہشات کی تسکین کا سامان بہم پہنچا سکتی ہے۔ دراصل کئی ایک ماحولیاتی مسائل انسان کی اس شدید خواہش کا نتیجہ ہیں کہ وہ اپنے لئے ایک ارضی بہشت تخلیق کرنا چاہتا ہے اور اس کیلئے فطرت کی نعمتوں اور قدرت کے عطا کردہ قیمتی وسائل کو اندھا دھند استعمال کرنے لگتا ہے۔ جب کہ بہشت کا حصول اس دنیا میں ممکن نہیں۔ البتہ مذہبی صحائف اور قرآن میں ذکر کردہ جنت کی تشبیہات و تمثیلات ایک بلند و پرشکوہ نصب العین (Utopia) مقرر کرتی ہیں تا کہ یہ دنیاوی زندگی ہمیشہ ایک اعلیٰ ترین مقام کمال تک رسائی کی جدوجہد خدا کی ہدایت کی روشنی میں کرتی رہے۔

یہ بات خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ آخرت کے تصور کا انسانی اخلاقیات کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ قیامت کے متعلق مذہب کا یہ اعتقاد ہے کہ اس دن ہر شخص کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا کیونکہ وہ روزِ جزاء ہے۔ یہ عقیدہ لوگوں میں ذمہ داری کا شعور پیدا کرتا ہے۔ Simon جو کہ ماحولیاتی تاریخ کا فاضل، ہے اخروی عقیدہ کی اہمیت کو نمایاں کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> "All human activities must be based on the idea that the earth is only a temporary home (even though man is a superior being) and that to find favour in the next world our action must be properly administered as a manifestation of faith. These include justice and piety plus the appropriate knowledge and understanding of environmental problems"(12).

> ''تمام انسانی سرگرمیوں کی بنیاد اس تصور پر ہونی چاہئے کہ زمین ایک عارضی گھر ہے اور اگلے جہاں میں رحم وکرم کے حصول کے لئے ہمارے اعمال عقیدے کے اظہار کے طور پر ٹھیک طرح صادر ہونے چاہئیں، یہ اعمال عدل وانصاف اور رحم وکرم پر مشتمل ہونے چاہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مناسب علم اور ماحولیاتی مسائل کا فہم بھی ضروری ہے''۔

اس بحث سے ہمیں اس نتیجہ تک پہنچنے میں مدد ملتی ہے کہ زمین کے ماحولیاتی نظام کو تباہ کرنے کی اجازت مذہب کے زیر اثر نہیں بلکہ مذہبی شعور کی کمی کا نتیجہ ہے۔ John Haught اسی نقطۂ نظر کی تائید کرتے ہوئے سیکولرازم کو اس کا اصل قصور وار ٹھہراتا ہے جس نے کائنات سے خدا کو بے دخل کر کے Rationalism, Humanism اور Scienctism کو موقع فراہم کیا کہ وہ اس خلاء کو پر کریں۔ انہی تصورات کے زیرِ اثر فطرت پر انسانی تسلط کا تصور پروان چڑھا۔ اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

> It is not religious influence but the lack of it that has allowed us to destory the earth's eco systems. The banishment of God by Modern secularism has made it possible for rationalism, humanism and scientism to rush in and fill the void, and there all thrive on the assumption of our human supermacy over nature"(13).

اسلام اور ماحولیات:

مختلف عالمی مذاہب یہودیت، عیسائیت اور بدھ مت کے تناظر میں مذہب اور ماحولیات کی بحث مغربی مفکرین اور اہل علم کے ہاں کچھ عرصہ سے جاری ہے مگر اس میں اسلام کا نقطۂ نظر مشکل سے کہیں نظر آتا ہے۔ حالانکہ اسلام کا مؤقف بھی

اتنا ہی توجہ کا طالب ہے جتنا دیگر مذاہب اور تہذیبوں کا۔ بلکہ اسلام کا نقطۂ نظر مذہب اور ماحولیات کے اس مکالمہ میں اپنی اہلیت اور معقولیت کی بناء پر بھی کہ اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی دین ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی تعلیمات کے ابدی اور فطرتی اصولوں پر مبنی ہونے کا دعویدار ہے اور اسے اصرار ہے کہ وہ مختلف النوع علمی، تہذیبی و تمدنی مسائل میں انسانیت کی رہنمائی کی اہلیت رکھتا ہے اور اس کی تعلیمات موجودہ ماحولیاتی عذاب سے نسل انسانی کو محفوظ رکھنے کا جامع حل پیش کرتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج سوائے اسلام کے کسی مذہب میں اتنی استعداد نہیں کہ وہ فکرِ انسانی کو صحیح رخ پر ڈالے اور غلط رجحانات کو روکنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ ایک مسلم مفکر کے الفاظ میں ٹیکنالوجی کی ترقی اگر اسلامی اصولوں کے مطابق ہوتو وہ کبھی بھی ان خوفناک نتائج تک نہیں پہنچائے گی جو مغرب میں ظاہر ہوئے ہیں کیونکہ سائنس کو اسلام میں اقدار سے کبھی بھی جدا نہیں کیا گیا۔

> "An Islamic technological development could never lead to the same disastrous results as in the West simply because science was never divorced from values in Islam."(14)

اسلام میں Natural Science کے زوال کے دیگر نمایاں اسباب بھی ہیں لیکن بعض مسلم مفکرین کی رائے کے مطابق اس معاملہ میں زیادہ دباؤ علوم اخلاق کی طرف سے تھا جو مسلم سوسائٹی میں سائنسی ارتقاء میں رکاوٹ کا باعث بنا۔

خدا، انسان اور فطرت:

مذہب اور ماحولیات کے مباحثہ میں چند موضوعات بڑی اہمیت اختیار کر چکے ہیں۔ مثلاً خدا، انسان اور فطرت کا باہمی تعلق، کائنات میں انسان کی حیثیت اور فطرت کے تحفظ کے لئے انسان کا کردار اور اس کی شرعی ذمہ داریاں۔ آئندہ سطور میں ہم اپنی بحث کو انہی نکات تک محدود رکھتے ہوئے اسلام کے نقطہ نظر کی وضاحت کریں گے۔ دراصل انہی نکات کی بہتر تفہیم میں ہمارے ماحولیاتی مسائل کا حل پوشیدہ ہے۔

خدا کا تصور وعقیدہ:

مذہب اور خدا پر اعتقاد انسان کو یہ احساس عطا کرتا ہے کہ وہ خدائی نظام میں باضابطہ منصوبہ کے تحت وجود میں آنے والا ایک یونٹ ہے اور خدائی نظام کا ایک ناگزیر اور اہم جزو ہے۔ یہ عقیدہ خالق ومخلوق کی وحدت اور تمام موجودات کے باہمی مربوط ہونے کا تصور دیتا ہے۔ اس کے برعکس شرک کا تصور کائنات کو غیر آہنگ ومتفرق اشیاء کا مجموعہ قرار دیتا ہے، اس کی رو سے کائنات متفرق، متضاد، متصادم، بے ربط ارادوں اور خواہشات کا مجموعہ ہے۔ شرک دنیا کو مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کرتا ہے جس کا نتیجہ تخلیقی دنیا کے غلط استعمال کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اسلام کا تصور ثنویت (Dualism) پر مبنی تمام مفروضہ صورتوں کو مسترد کرتا ہے۔ یہ تصور ماحولیاتی (Context) میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ انسان، کائنات اور اس کے مختلف اجزاء کے درمیان خالق اور مخلوق کے رشتہ وتعلق کو نمایاں کرتا ہے اس طرح کائنات میں بقائے باہم کا اصول قائم ہوتا ہے۔ جو اس کی

وحدانیت کا لازمی تقاضا ہے۔ایک خالق پر ایمان یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر قسم کی زندگی لازمی طور پر متحد ہے کیونکہ وہ خدائی وحدت کا نتیجہ ہے۔اس سے انسان میں عجز وانکساری، ذمہ داری اور فطرت کے احترام کے جذبات کی نشونما ہوتی ہے۔خدا پر ایمان بندے کو خدائی صفات اپنانے کی دعوت دیتا ہے۔

((تَخَلَّقُوْ ا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ)) (الحدیث) اللہ کی بعض صفات جن کی نشاندہی اس کے صفاتی اسماء سے ہوتی ہے، ماحولیاتی سیاق میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔اس کے نمایاں نام رحمٰن اور رحیم ہیں یعنی مہربان اور کریم۔ایک مسلمان جو اپنے اندر خدائی صفت پیدا کرنا چاہتا ہے اسے رحم وکرم جیسی صفات کا اظہار، خدا کے نمائندے کی حیثیت سے منشاء ربانی کی تعمیل کرتے ہوئے ساری مخلوق سے کرنا ہوگا جسے اللہ نے پیدا کیا ہے۔یہ تصور تمام مخلوقات کے تحفظ کی ضمانت بن سکتا ہے۔خدا کے خالق، رزاق، مالک اور حفیظ پر مشتمل صفات انسانی زندگی اور فطرت کے تحفظ و بقاء پر دلالت کرتی ہیں اور یہی صفات خدا کا خلیفہ ہونے کی حیثیت سے بندوں سے بھی مطلوب ہیں۔یہ تصور ماحولیاتی تحفظ کے لئے ایک نظریاتی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

کائنات میں انسان کی حیثیت:

اللہ تعالیٰ نے ایک متوازن اور متناسب کائنات کی تخلیق کے بعد انسان کو پیدا کیا اور اسے اشرف المخلوقات قرار دے کر زمین میں خلافت ونیابت کا منصب عطا کیا۔﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۔الایة۔30:2﴾ اس منصب جلیل پر فائز کرنے کے لئے اسے ''علم الاسماء'' کی تعلیم دی ﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔الایة۔31:2﴾ تا کہ وہ فطرت کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس سے استفادہ خدا کی ہدایت کی روشنی میں کرے اور اس خدائی منصوبے میں شریک ہو جو اس کی تخلیق کے پس پشت کارفرما ہے۔قرآن کی رو سے انسان پر خصوصی اعتماد کرتے ہوئے خدا کی طرف سے ایک ذمہ داری (امانت) اسے سونپی گئی ہے یعنی قوانین الٰہیہ کا پابند ہونے کی جسے اس نے رضا کارانہ طور پر قبول کیا۔جس میں زندگی کا احترام اور فطرت کا تحفظ بھی داخل ہے۔

فطرت دراصل ایک ریاست ہے جس کا مالک خدا ہے۔یہ ریاست انسان کو بطور امانت عطا ہوئی ہے۔انسان اس کا مرکز ومحور ہونے کے باوجود کائنات کے حاکم اعلیٰ کا ماتحت اور اس کا ایک نائب ہے جس کے پاس کوئی اختیار واقتدار نہیں سوائے اس کے جو اسے فطرت کے محافظ، نگران اور منتظم کی حیثیت سے عطا ہوا ہے۔اس طرح انسان کے لئے فطرت کو آزمائش گاہ اور اس کی اخلاقی سرگرمیوں کا امتحان قرار دیا گیا ہے۔جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا.﴾(2:27)

''اس نے زندگی اور موت اس لئے پیدا کی تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھا عمل کون کرتا ہے''

اسلام کا یہ عطا کردہ خلافت وامانت کا تصور ماحولیاتی اخلاقیات کی تشکیل مین اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔قرآن نے انسانی فطرت کے منفی پہلوؤں کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ بے انصاف اور نادان ہے(72:33) وہ انتہائی ناشکرا ہے (66:22)، اسے جلد باز بنایا گیا ہے۔(11:17) وہ حدود سے تجاوز کرنے والا ہے۔(6-7:96) وہ بے صبرا اور بخیل ہے (19-20:70)

انہی منفی پہلوؤں کے زیر اثر وہ فطرت سے برتاؤ کرنے میں تخریب پسند، لالچی اور ناعاقبت اندیش واقع ہوا ہے۔ اسلام انسانی شخصیت کے ان منفی پہلوؤں کی جو ماحولیاتی فساد کا باعث بنتے ہیں۔ اخلاقی اصولوں اور عقیدوں کے ذریعے اصلاح کرتا ہے۔

اسلام کی نظر میں خلافت وامانت کی ذمہ داریوں سے انکار، خدا اور فطرت سے بیگانگی ہے جس کا نتیجہ فساد کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ اسی لئے اسلام ماحولیاتی تباہی کا ذمہ دار بھی انسان ہی کو قرار دیتا ہے قرآن حکیم میں ہے۔

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِی النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾(41:30)

''خشکی اور تری میں فساد رونما ہو چکا جو انسانی اعمال کا نتیجہ ہے تا کہ ان کے بعض اعمال کا انہیں مزہ چکھائے اور تا کہ وہ رجوع کرلیں''۔

ہمارے خیال میں ''فساد'' کی تشریح ماحولیاتی سیاق میں ماحول کی آلودگی اور تباہی سے بھی کی جاسکتی ہے۔ اور قرآنی آیت:

﴿وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾(85:7)

''تم زمین میں اس کے بعد کہ اس کی درستگی کر دی گئی ہے فساد مت پھیلاؤ، اسی میں تمہارے لئے بہتری ہے اگر تم یقین رکھو''۔

خدا کی طرف سے انسانوں کے لئے ایک تنبیہ اور (Threat) کی حیثیت رکھتی ہے کہ وہ فطری اور پاکیزہ ماحول کو فساد اور تباہی سے بچائیں۔ اسی میں ان کی بھلائی ہے۔ نیز ایک جگہ فرمایا:

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ.﴾ (111:44)

''اس دن کا انتظار کرو جب آسمان صاف اور نظر آنے والے دھویں کو لے کر آئے گا اور انسانوں پر چھا جائے گا۔ یہ تکلیف دہ عذاب ہوگا''۔

اگر چہ مفسرین نے اس آیت کو قیامت کے تناظر میں ذکر کیا ہے مگر یہ آیت موجودہ آلودگی کی صورتحال کے متعلق پیشینگوئی بھی ہوسکتی ہے جو ممکن ہے قیامت کا پیش خیمہ بن جائے۔

ماحول سے واقفیت میں قرآن کا حصہ:

انسان چونکہ ماحول سے متاثر بھی ہوتا ہے اور ماحول کو متاثر بھی کرتا ہے اس لئے اپنے ماحول سے واقفیت اس کیلئے ازحد ضروری ہے قرآن حکیم کی متعدد آیات میں اہل ایمان کو اپنے ماحول سے واقفیت حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً ارشاد ربانی ہے: ﴿قُلِ انْظُرُوْا مَا ذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾(101:10) ''آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اسے غور سے دیکھو)۔ قرآن حکیم کا ایک بڑا حصہ فطرت اور عناصر فطرت کے ذکر سے متعلق ہے جو ایک مسلمان کو ان کی اہمیت اور افادیت سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے متعلق انسانی ذمہ داریوں کا احساس بھی دلاتا ہے۔ قرآن کائنات کو قدرت کے عظیم شاہکار کی حیثیت سے پیش کرتا ہے جو کہ فطرتی رعنائیوں اور حسن و جمال کا مرقع ہے وہ گھنے باغات، سرسبز وشاداب

زمین، بہتے چشموں، پہاڑوں، دریاؤں، سمندروں، بادلوں، ہواؤں، چاند، سورج اور ستاروں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور کائنات کی مختلف اشیاء کے سلسلہ میں انسان کی جمالیاتی حس کو تیز کرتا ہے خواہ ان کا تعلق بے جان اشیاء ہی سے ہو۔ وہ ہر قسم کی جاندار اور بے جان موجودات سے متعارف کرواتا ہے۔ حیوانات کے ضمن میں مختلف حیوانات اور جانداروں کی متعدد انواع و اقسام کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ان کی افادیت کے مختلف پہلوؤں مثلاً سواری، دودھ، شہد، گوشت، شوکت وزینت، شکار اور دوا دعلاج وغیرہ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ وہ پرندوں کے خصوصی اشکال واجسام اور ان خصوصی اعضاء کا تذکرہ کرتا ہے جو ان کے اڑنے میں معاونت کرتے ہیں۔ ان کے مرغوب گوشت اور لذیذ غذا کا ذکر کرتا ہے۔ وہ مختلف حشرات الارض کے رہن سہن کے طریقے اور ان کی عادات و اطوار کو بیان کرتا ہے کہ وہ کس طرح اپنے اعضاء اور صلاحیتوں سے کام لے کر اپنے مزاج اور ماحول کے مطابق اپنی زندگی کی حفاظت اور ضروریات زندگی کی تکمیل اور خطرات سے بچاؤ کا کام کرتے ہیں اور اپنے دقیق وظائف و اعمال کے ذریعے انسانوں کو بہت سے فوائد پہنچاتے ہیں۔ قرآن حکیم نے نباتات کا ذکر کرتے ہوئے (جو کہ انسانوں اور حیوانات کی اہم غذا ہے) ان میں زندگی کے وجود کی نشاندہی کی ہے اور بیج سے درخت تک کے تمام مراحل اور اسکے خشک ہونے کا ذکر کرتا ہے۔ وہ بناتات کی زندگی میں بیج، مٹی اور پانی کے ساتھ ساتھ ہواؤں کے اہم کردار کا بھی حوالہ دیتا ہے۔ اور ان میں نر و مادہ کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جن کے باہم ملنے سے عمل بار آوری (Fertilization) مکمل ہوتا ہے۔ قرآن نباتات اور درختوں کے انواع و اقسام اور ان کے مختلف رنگوں اور شکلوں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے ان کے فوائد وثمرات کا بھی ذکر کرتا ہے جو کہ شجر کاری کے لئے اہم محرک ہیں۔

قرآن حکیم مختلف مقامات پر بارش کے پانی، نہروں اور دریاؤں کا ذکر کر کے آبپاشی کی اہمیت کو واضح کرتا ہے وہ پانی کے مختلف سرچشموں، بارش، دریاؤں، سمندروں اور زیر زمین پانی کا تذکرہ کرتا ہے اور زیر زمین پانی کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے وہ یہ بتلاتا ہے کہ انسانی، حیوانی اور نباتاتی زندگی کیلئے پانی کی کس قدر ضرورت ہے؟ وہ دریاؤں اور سمندروں سے وابستہ انسانی فوائد و منافع، مچھلیاں، ہیرے جواہرات، جہاز رانی اور تجارت وغیرہ کا تذکرہ بھی کرتا ہے۔ وہ ہواؤں کے نفع بخش اور ضرررساں پہلوؤں کو بھی نمایاں کرتا ہے۔ قرآن پہاڑوں کی بلندی اور مضبوطی کے ساتھ ساتھ ان کی افادیت کے مختلف پہلوؤں مثلاً ان کے ذریعہ گرمی، آندھی اور انسانی حملوں سے بچاؤ کے لئے ان کی دفاعی اہمیت کا حوالہ دیتا ہے اور ان میں موجود معدنیات لوہے اور تانبے وغیرہ کی طرف بھی متوجہ کرتا ہے۔

ایک عمدہ اور مثالی ماحولیات کی تشکیل کے لئے ماحول اور فطرت سے آگاہی انسان کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ اس لئے قرآن نے اپنے ماننے والوں کے شعور کی بیداری اور فکری تربیت کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔

انسان اور فطرت:

ماہرین ماحولیات اب یہ تسلیم کرنے لگے ہیں کہ ہماری ماحولیات کی تکلیف دہ صورتحال کا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ تمام اخلاقیات جواب تک زیر بحث رہی ہیں ان کے دائرہ کار کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ محض انسان کے انسان

سے تعلق سے بحث کرتی ہیں (نہ کہ کائنات اور فطرت سے انسانی تعلق کو) حالانکہ اصل مسئلہ انسان کے فطرت سے سے تعلق اور علیحدگی میں موجود ہے اور موجودہ صورتحال دراصل انسان اور فطرت کے درمیان عدم آہنگی اور حریفانہ مقابلہ کا نتیجہ ہے۔ یہ بات کہ انسان اور فطرت کے درمیان ہم آہنگی بالکل ختم ہو چکی ہے اور جس کی تصدیق جدید تہذیب کے مختلف مظاہر سے ہوتی ہے اب مسلمہ حقیقت بن چکی ہے۔ فطرت پر انسانی تسلط نے جدید انسان کی نظر میں اسے غیر متبرک بنا دیا ہے اور اس کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اسے زیادہ سے زیادہ استعمال کرتے ہوئے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھایا جائے۔ حسین نصر کے خیال میں فطرت، جدید انسان کی نظر میں ایک منکوحہ عورت ہونے کے بجائے (کہ جس سے انسان فائدہ اٹھاتے وقت خود کو ذمہ دار بھی محسوس کرتا ہے) ایک طوائف کی حیثیت اختیار کر چکی ہے، جس سے احسان مندی اور احساس ذمہ داری کے بغیر فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور مشکل یہ ہے کہ عصمت دریدہ فطرت اب اس حال کو پہنچ چکی ہے کہ مزید لطف اٹھانا محال ہے۔ دراصل فطرت پر تسلط کا مروجہ تصور مذہبی نقطۂ نظر سے انسان کے اس مقام اور کردار کا غصب ہے کہ انسان فطرت کا نگہبان اور محافظ ہے۔

اسلامی تعلیمات فطرت کے احترام اور انسان اور فطرت کے درمیان وحدت و ہم آہنگی کا تصور اجاگر کرتی ہیں اور ماحولیاتی تحفظ کے لئے ہمیں اپنے طرز حیات، مطمح نظر، اپنی ذات اور کائنات کے بارے میں تصور پر نظر ثانی کی تلقین کرتی ہیں۔ آئندہ سطور میں ہم انسانی تعلق کے حوالے سے فطرت کے مختلف پہلوؤں کا قرآن کی روشنی میں جائزہ لیں گے۔

(1) ماحولیاتی سیاق (Context) میں دیکھا جائے تو فطرت انسانوں کے لئے ایک خدائی ماڈل اور نمونہ ہے انسان فطرت کے ذریعہ خدا کا علم حاصل کرتا ہے اس لئے قرآن میں اسے ''آیت'' کہا گیا ہے۔ یعنی ایسی نشانیاں جن سے خدائی معرفت اور خدائی سکیم (Divine Scheme) کا ہمیں علم ہوتا ہے۔ خدائی نشانیاں ہونے کی بناء پر نیز نفع بخش ہونے کی حیثیت سے وہ ہمارے لئے قابل احترام بھی ہیں اور خدائی نمونہ بھی مثلاً فطرتی دنیا میں درخت ایک عظیم کارخانہ کی صورت میں کام کرتے ہیں مگر دھواں نہیں بکھیرتے وہ اپنی کثافت کو آکسیجن کی صورت میں خارج کرتے ہیں اور پھول اپنی کثافت کو خوشبو کی صورت میں۔ فطرتی دنیا میں فضلات اور کوڑا دوبارہ استعمال ہونے کے لئے Recycle ہو کر گیسوں اور مختلف مفید اجزاء میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ زمین اپنے مدار میں چکر کاٹ رہی ہے مگر کسی قسم کی صورتی آلودگی (Noice Pollution) نہیں پیدا کر رہی۔ سمندروں میں بے شمار جانور روزانہ مرتے ہیں مگر وہ پانی کو آلودہ نہیں کرتے۔ پتے درختوں سے گر کر ضائع نہیں ہوتے بلکہ کھاد میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یہ مثالیں بتلاتی ہیں کہ فطرت صالح ہے اور اسے فساد اور بگاڑ کسی شکل میں گوارا نہیں اسی لئے آیت قرآنی ﴿ وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا. ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ﴾ (85:7) میں زمین کو صلاح قرار دیتے ہوئے اس میں ہر قسم کے فساد بگاڑ سے منع کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ ''فساد''، ''صلاح'' کی ضد ہے۔ یہ تصور بہتر ماحول کی تشکیل کے لئے اہم محرک کی حیثیت رکھتا ہے اور ہمیں اپنے دائرۂ عمل و اختیار میں Nature کی تقلید کرنے اور ماحولیات کو آلودگی اور تباہی سے بچانے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

(2) قرآن حکیم کی رو سے کائنات اور فطرت میں توازن، حسن، لطافت اور پاکیزگی کا عنصر پایا جاتا ہے۔ فطرت میں جس

قدر انسانی مداخلت ہوتی ہے اسی تناسب سے اس کا توازن بگڑتا ہے اور اس کی رعنائی اور حسن متاثر ہوتا ہے۔ فطرت اور ماحول میں آلودگی اگر خود فطرتی عوامل کے نتیجہ میں ہو تو اس کا سد باب بھی فطری طور پر ہوتا رہتا ہے مگر یہی آلودگی اگر غیر فطری عوامل یعنی انسانی مداخلت کے نتیجہ میں پیدا ہو تو فطرت پر بوجھ اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ اس کا کوئی قدرتی حل ممکن نہیں رہتا۔ جدید انسان کی مصنوعیت پسندی نے آج اسے فطرت سے بے گانہ کر کے اس سے مستفید ہونے سے روک رکھا ہے۔ قرآن حکیم فطرت سے قریب تر زندگی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اور انسان کے مصنوعی ماحول پر جو کہ شہریت پسندی کا شکار ہوتا ہے فطری ماحول کو ترجیح دیتا ہے۔ بنی اسرائیل کی صحرائی زندگی میں من وسلویٰ کے مقابلے میں مختلف سبزیوں اور ترکاریوں کے مطالبہ کے جواب میں قرآن نے ان پر واضح کیا ﴿اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ﴾ (61:2) ''کیا تم اعلیٰ درجہ چیزوں کے مقابلے میں ادنیٰ درجہ کی چیزیں لیتے ہو''۔ غذائی پیداوار (گندم اور اناج وغیرہ) کو ذخیرہ کرنے کے مختلف قدیم اور جدید طریقے اختیار کئے جاتے ہیں مگر قرآن حکیم میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی فطری ماحول کے ذریعہ غذا کی حفاظت اور ذخیرہ (Storage) کا مشورہ دیا گیا ہے تاکہ قحط سالی سے بچا جائے (47:12)۔ یعنی گندم کے دانوں کو اس کی بالوں میں محفوظ کرنے کا کیونکہ چھلکا بیرونی جراثیم کو دانے پر حملہ سے روکتا ہے۔ اس طریقے کی صحت کو سائنسی سطح پر جانچنے کے لئے زرعی سائنسدانوں نے جو تجربات کئے ہیں ان سے اس طریقے کی افادیت کا ثبوت ملتا ہے (15)۔ قرآن کی نظر میں فطرت کے معتدل نظام میں مداخلت، خدا سے بغاوت اور شیطان کی پیروی ہے۔ قرآن کے نزدیک شیطان کی طرف سے یہ چیلنج دیا گیا تھا۔ ﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ. وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا﴾ (119:4) ''میں انہیں حکم دوں گا تو وہ خلق کو تبدیل کر دیں گے اور جو شیطان کو اپنا دوست بنائے گا اللہ کو چھوڑ کر تو اس نے کھلم کھلا نقصان اٹھایا''۔ جراثیم کش ادویہ (Insecticides/Perticides) نشہ آور ادویہ اور غذاؤں میں کیمیکلز کا استعمال، آب و ہوا، زمین اور غذائی آلودگیاں دراصل خلق خدا کی تبدیلی کی مختلف شکلیں ہیں جو خدا سے بغاوت اور فطرت کے خلاف انسانی حملہ کی صورت میں ظاہر ہوئی ہیں۔

(3) قرآن حکیم فطرت کا ایک پہلو یہ بھی نمایاں کرتا ہے کہ وہ ''مسلم'' ہے وہ اللہ کی مشیت اور مرضی کی پابند اور اس کی اطاعت پر مجبور ہے ﴿وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا﴾ (83:3) قرآن حکیم کی متعدد آیات بیان کرتی ہیں کہ کس طرح مختلف مخلوقات مسلم ہونے کی حیثیت وے اپنے مالک حقیقی کی تسبیح و عبادت میں مشغول اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہے (18:22,41,24) فطرت کا خالق حقیقی کے سامنے سجدہ ریز اور مطیع ہونا ہے اس کا مسلم ہونا ہے۔ یہی اسلام و اطاعت انسان سے بھی مطلوب ہے تاکہ وہ بھی قوانین الٰہی کے پابند ہو کر بقیہ کائنات سے ہم آہنگ ہو جائیں۔ وگرنہ حق (قانون الٰہی) کو چھوڑ کر خواہشات کی پیروی کا نتیجہ فساد اور تباہی و بربادی کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ ﴿وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ﴾ (71:23)

(4) ماحولیاتی بحث میں یہ نکتہ بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ انسان کو فطرت سے باہر یا ماوراء خیال نہ کرنا چاہیے۔ اسلامی تناظر میں انسان اور فطرت کے درمیان نا قابل انقطاع ربط و تعلق ہے۔ قرآن حکیم کی رو سے انسان فطرت کا جزو ہے اس کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے جو کہ ارضی مادہ ہے اس نے مرنے کے بعد زمین کا حصہ بننا ہے۔ اور اسی سے اس کی از سرنو پیدائش ہوگی۔﴿ مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى﴾ (55:20) ۔قرآن کی رو سے زمین انسان کے لئے گہوارہ (مہد) بچھونا (فراش) اور رزق کا وسیلہ ہے۔ کائنات کے مختلف عناصر ہوا، پانی، مٹی، حرارت اور روشنی وغیرہ انسانی زندگی کا جزو لاینفک ہیں اور اس کے تمام اجزاء وعناصر ایک دوسرے سے مربوط اور ایک دوسرے پر منحصر ہیں اس لئے انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کے مختلف اجزاء اور مخلوقات کے لئے احترام، ذمہ داری اور بھلائی کا رویہ اختیار کرے ان کی تذلیل و استحصال خود انسانیت کی تذلیل و استحصال، ان کا احترام خود انسانیت کا احترام اور ان کا تحفظ خود انسانیت اور زندگی کا تحفظ ہے۔ پیغمبر اسلام نے ساری زمین کے مسجد اور پاکیزہ ہونے کا تصور دے کر ماحولیاتی تحفظ کا اہم محرک دیا ہے۔ یہ تصور زمین کے متعلق احترام کا تصور بھی بیدار کرتا ہے۔ فطرت کے ساتھ انسان کے تعلق کے یہ پہلو ایک ماحولیاتی ضابطہ اخلاق کی تشکیل میں انتہائی معاون ثابت ہو سکتے ہیں جن کی طرف اسلام نے ہماری راہنمائی کی ہے۔

فطرت کے متعلق مسلمانون کا جذبہ احترام اس قدر گہرا ہے کہ حسین نصر کے خیال میں اسلام میں ٹیکنالوجی کے ارتقاء کو بالا رادہ دبا دیا گیا جب ٹیکنالوجی طبعی ماحول کے لئے خطرہ بن گئی۔

> "The Development of technology under Islam in the Middle Ages came to an end because of the awareness of Muslims that there was a threat to the natural environment. They respected the nature so much that they deliberately stopped technological advancement."(16)

فطرت اور قدرتی وسائل کا تحفظ :

ماحولیاتی تباہی کا ایک اہم سبب قدرتی وسائل کا ضیاع ہے جس نے فطرت میں موجود توازن کو متاثر کر دیا ہے۔ اس بارے میں قرآن کا نقطہ نظر یہ ہے کہ زمین اور اس میں موجود اشیاء انسان کے لئے خدا نے پیدا کی ہیں۔ تا کہ وہ ان سے فائدہ اٹھائے اور انہیں استعمال کرے (29:2) اور خدا نے کائنات کو انسان کے لئے مسخر کر دیا ہے (32-33:14) مگر یہ تسخیر مغرب کے مادہ پرستانہ تصور سے قطعی مختلف ہے جو کائنات کی مختلف قوتوں سے استفادہ اور ان کے استعمال کا طریقہ وحی سے نہیں بلکہ عقل سے متعین کرتا ہے۔ جب کہ اسلامی نقطہ نظر کے مطابق انسان کو ان اشیاء پر اختیار اور ان کے استعمال و استفادہ کی اجازت اس شرط کے ساتھ دی گئی ہے کہ وہ خدائی قوانین اور صحیح طریقے کے مطابق ہو کیونکہ وہ زمین پر خدا کا خلیفہ اور نائب ہے یہ نقطۂ نظر کہ تسخیر کا تصور فطرت کے غلط استعمال کے لئے ایک نظریاتی بنیاد فراہم کرتا ہے درست نہیں، تسخیر کے

تصور کو قرآنی سیاق میں دیکھا جائے تو اس سے ہرگز فطرت کے استحصال کا راستہ ہموار نہیں ہوتا بلکہ فطرت کے تحفظ کی بنیاد فراہم ہوتی ہے۔

اسلام کے نزدیک تمام قدرتی وسائل انسان کو امانت کے طور پر عطا کئے گئے ہیں اور یہ وسائل سب کیلئے ہیں ان کا استعمال تمام مخلوقات کے نفع کے لئے ہونا چاہئے۔ یہ وسائل کسی ایک زمانے کے انسانوں کیلئے نہیں۔ انہیں باقی اور برقرار رکھنا بھی انسان کے فرائض میں داخل ہے۔ ان کا استعمال و استحصال اس شکل میں نہ ہونا چاہئے کہ وہ آئندہ زمانوں اور نسلوں کے لئے باقی نہ رہیں انسان کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے قدرتی وسائل کو تباہ کر کے فطری ماحول کو غیر متوازن بنائے بلکہ ان نعمتوں کو مزید فروغ اور ترقی دے کر زمین کی زینت و آرائش میں اضافے کا باعث بنے۔ اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ زمین پر انسانی ضروریات کی تکمیل کیلئے جو قدرتی ذخائر موجود ہیں اور جن کے پیدا کرنے میں کسی شخص کی محنت کا کوئی دخل نہیں وہ سب کے لئے ہیں اور تمام انسان ان سے فائدہ اٹھانے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

((اَلْمُسْلِمُوْنَ شُرَکَا''ء فِی ثَلاثٍ فِی الْمَاءِ وَ الکِلاَءِ وَالنَّارِ))(17)

''لوگ تین چیزوں میں ایک دوسرے کے شریک ہیں پانی گھاس اور آگ''۔

آگ کے ضمن میں تیل اور گیسیں بھی داخل ہیں جو آج کا ایندھن ہیں ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کے مطالبہ پر نمک کی کان اسے عطا کی مگر پھر اس سے واپس لے کر عوام کے فائدہ کے لئے وقف کر دی(18)۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن وسائل حیات سے عام لوگوں کا مفاد وابستہ ہے ریاست کو بھی یہ اختیار نہیں کہ وہ انہیں کسی ایک فرد یا ایک جماعت کی ملکیت میں دے کر دوسروں کو ان کے فوائد سے محروم کر دے۔

اہم قدرتی وسائل میں پانی، ہوا، زمین، جنگلات، جنگلی و آبی حیات خاص طور پر داخل ہیں اور اسلام نے ان کے تحفظ و بقاء کے لئے خصوصی ہدایات دی ہیں جن سے اسلام کے ماحولیاتی نقطۂ نظر کی وضاحت ہوتی ہے۔ اور جن کی روشنی میں موجودہ ماحولیاتی بحران اور اس سے متعلقہ مسائل پر قابو پانا ممکن ہے۔ آئندہ سطور میں ان تعلیمات کا اجمالی خاکہ پیش کیا جا رہا ہے۔

پانی زندگی کی بنیاد ہے اس لئے اسلامی شریعت میں اس کے استعمال میں اسراف کی ممانعت ہے حتیٰ کہ بہتے دریا سے وضو کرتے وقت بھی پانی کے ضرورت سے زائد استعمال سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ قرآن کی نظر میں صاف پانی کی اتنی اہمیت ہے کہ وہ پانی کا ذکر کرتے ہوئے ہر جگہ اس کے خالص اور پاک صاف ہونے کو نمایاں کرتا ہے۔ فقہاء نے صاف پانی کی شناخت کا یہ شرعی اصول بتلایا ہے کہ جس کا رنگ، بو اور ذائقہ متغیر نہ ہو۔ پانی کو آلودگی سے پاک رکھنے کے لئے حضور ﷺ نے کھڑے پانی یا حوضوں کے کناروں پر غلاظت پھینکنے اور پیشاب پاخانہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ پانی وغیرہ مشروبات پینے وقت برتن میں سانس لینے اور اس میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے (تاکہ کاربن اور جراثیم وغیرہ سے آلودہ نہ ہو) پانی کے برتنوں اور کھانے پینے کی اشیاء کو ڈھانپ کر رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ ان تعلیمات کی روشنی میں ندی، نالوں کے پانی کو پیشاب پاخانہ سے آلودہ کرنے اور صنعتی کیمیائی مائعات کو دریاؤں میں بہا کر بالخصوص آبی مخلوق اور زرعی فصلوں کو نقصان

پہنچانے اور زمین کو آلودہ کرنے کا فعل کتنا بڑا گناہ اور جرم متصور ہوگا؟

فضائی آلودگی سے تحفظ اور ہوا کی پاکیزگی کیلئے شریعت نے بدبودار چیزوں کے استعمال کی ممانعت کی ہے (جس میں سگریٹ نوشی بھی شامل ہے) منہ کی بدبو سے ہوا کو آلودہ ہونے سے بچانے کے لئے مسواک کی تاکید وترغیب ہے۔ جمائی کی صورت میں منہ پر ہاتھ رکھنے کی ہدایت ہے۔ مساجد (اور پبلک مقامات) میں مولی، کچا لہسن اور پیاز کھا کر آنے اور اخراج ریح کی ممانعت ہے۔ پبلک مقامات، سایہ دار درختوں کے کنارے پیشاب پاخانہ کے زریعہ فضا کو متعفن کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ پسینہ کی بدبو سے بچانے کیلئے صاف لباس پہننے، خوشبو لگانے اور نہانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ گندگی اور کوڑا کرکٹ گھروں میں جمع کرنے سے منع کیا گیا ہے اور انہیں پاک صاف رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

ہوا کی صفائی کا اہم منصوبہ ''شجرکاری'' ہے۔ قرآن نے درختوں کی افادیت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کیا ہے۔ درختوں اور جنگلات کا تحفظ درحقیقت زندگی کا تحفظ ہے۔ اسلئے جنگلات کی بے دریغ کٹائی انسانیت کے قتل کے مترادف ہے آنحضرت ﷺ نے درخت لگانے کو صدقہ جاریہ قرار دیا ہے اور اس بارے میں اس حد تک تاکید کی ہے کہ اگر قیامت قائم ہونے لگی ہو اور کسی کے ہاتھ میں کاشت کرنے کیلئے پودا ہو تو اسے ضرور لگائے۔ جو شخص اپنی زمین کو قصداً تین سال تک غیر آباد اور غیر مزروع رکھے حکومت اسے ایسے شخص کے سپرد کر سکتی ہے جو اسے آباد کرے۔ جنگلات کی افزائش اور تحفظ کے لئے آنحضرت ﷺ نے مدینہ کے ارد گرد بارہ میل کی حدود کا علاقہ اور طائف کے علاوہ ''وج'' کو حرم اور ''حمیٰ'' (Protected Zone) قرار دے کر اس میں خودرو درخت کاٹنے اور شکار کھیلنے پر پابندی عائد کی۔ اور اس پر سزا مقرر کی۔ اس سے جنگلات اور جنگلی حیات کے تحفظ کے لئے نیشنل پارک یا Protected Zone قائم کرنے کی بنیاد ملتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے پودے لگائے اور خلفائے راشدین نے اس سنت کو جاری رکھا۔ اس طرح مسلمانوں کے ہاں شجرکاری ایک دینی فریضہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

جنگلی و آبی حیات کا تحفظ بھی انسانی فرائض میں شامل ہے۔ قرآن حکیم کی رو سے زمین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے لئے بنائی ہے۔ (وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَام)(10:55) اس لئے کسی بھی زندہ جو کو بغیر کسی وجہ کے زندگی کے استحقاق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ طوفان نوح کے وقت حضرت نوح علیہ السلام کو (نسل کے تحفظ کے لئے) تمام جاندار اشیاء کے جوڑے اپنی کشتی میں رکھنے کی ہدایت کی گئی۔ مفید حیوانات کی پرورش اور ان کی نسلی ترقی کے لئے حضور ﷺ نے کئی ایک ہدایات دی ہیں۔ آپ ﷺ نے حیوانات کو ایذاء پہنچانے، مارنے، زیادہ مشقت لینے اور انہیں بھوکا پیاسا رکھنے سے منع فرمایا۔ ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے پر مغفرت اور ایک بلی کو پیاسا مانے پر جہنم کی وعید سنائی۔ ان تعلیمات کی روشنی میں کیا جانورون کو قدرت کی طرف سے عطا کردہ ماحول تباہ کر کے انہیں آب ودانہ سے محروم رکھنا ظلم نہ ہوگا؟ آنحضرت ﷺ نے پرندون کے بے جا قتل اور شوقیہ شکار کی ممانعت فرمائی۔ شریعت اسلامی میں شکار جائز ہے مگر ضرورت کے تحت اور ظلم کے بغیر۔ قرآن کی رُو سے اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بھی بے فائدہ پیدا نہیں کی۔ مختلف پرندے فصلوں اور درختوں کو نقصان پہنچانے والے کیڑے مکوڑوں

کوختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اس لئے ان کا بے جا قتل نہ صرف ان کے ساتھ ظلم ہے بلکہ خود اپنے ساتھ بھی۔ مچھلی کے شکار کے سلسلہ میں بے احتیاطیاں اور ان کی نسل کشی، کیمیائی مائعات اور ایٹمی فضلہ سے آبی حیات کی تباہی ان تعلیمات کی روشنی میں بہت بڑا جرم ہے۔

اس مقالہ میں اسلام کے ماحولیاتی نقطۂ نظر کے چند پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ قرآن و حدیث میں مختلف ماحولیاتی مسائل کے حل کے لئے تفصیلی راہنمائی موجود ہے۔ آخر میں یاد دہانی کے لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر موجودہ صورتحال کو درست کرنا ہے تو یہ ناگزیر ہے کہ خلوص دل اور عزم صمیم ے ساتھ اسلام کے ماحولیاتی نقطۂ نظر کی جانب پیش رفت کی جائے تا کہ شریعت کے احکامات کی روشنی میں آلودگی، وسائل کے تحفظ اور شہروں سے آبادی کے ارتکاز کے سلسلے میں قانون سازی کرنے، مغرب کے طرز عمل کو ترک کرنے اور ماحولیاتی اعتبار سے بیدار اسلامی روایات اور طرزِ حیات کی جانب واپس ہونے کی راہ ہموار ہو سکے۔

حواشی وتعلیقات

(1) John. F. Haught: Science and Religion: from Conflict to Conversation (New York: Paulist Press, 1995)p. 183

(2) Ibid.pp. 183-215

(3) S. N. Nasr: "Sacred Science". p. 134

(4) See. Russel Train, "Vital Speaches of the Day" 1990, pp. 664-65 John passmor, "Man's responsibility for Nature" (New York, Scribner, 1974). p.184 LiynnWhite: "The Historical Roots of Our Ecological Crises, Science", Vol. 155, pp. 1203- 1207

(5) John. F. Haught: "Science & Religion". P. 186

(6) See, Lynn White: "The Historical Roots of or Ecological Crises." p. 1203-2007

(7) see. John. F. Haught: "Science & Religion". p. 187

(8) S.H. Nasr. "Sacred Science."p. 134

(9) See. "Man Does not Stand Alone".p. 123

بحوالہ مذہب اور جدید چیلنج۔ وحید الدین خان، دار التذکیر (س۔ن)، ص:222

(10) ایضاً۔ ص:207

(11) John F. Haught: "Science & Religion". p. 189

(12) I. G. Simmons, " Interpreting Natural", "Cultural Construction of the Environment: London & New York, Routledge, 1993), p. 1333

(13) John. F. Haught. "Science & Religion". p. 187

(14) S.P. Manzoor, "Environment and Values" in Z. Sardar, ed., :The Touch of Midas: Science, value and the environment in islam and the West." (Manchester: University of Manchester press, 1984), p. 153.

(15) F. H. Shah, W. H. Shah, T. Kausar & M. Yasin, Pak, Jr. Sci. ind 3 2, 4 71 (1989)

(16) S.H.Nasr: "Man and Nature: The Spirtual Crises of the Modern Man", (London: Unwin. Paperbacks, 1990 (1968)), p. 92.

(17) سنن ابن ماجہ۔ کتاب البیو ع ، باب فی منع الماء

(18) ترمذی: جامع ترمذی۔باب ماجاء فی القطائع